سیرت رسول ﷺ کی عصری معنویت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

*ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

Abstract

Seerat e Rasoolﷺ is a source of guidance for all Muslims regardless of their epoch. One of the main purposes of the life of the Prophet (peace and blessings of Allaah be upon him) was to purify the soul of the people. For this great purpose, he has given utmost importance to the training of his Companions. After and before migration, his primary focus was to create a sense of responsibility, piety, and brotherhood among the Muslims. After migration, he laid foundations for the first Islamic state. Whatever Holy Prophet ﷺhas done at that time is, no doubt, a role model for the Ummah. How can we take advantage from the life of Holy Prophetﷺ and by following his footsteps, how can we build a nation which would play a leading role in this world of chaos? The historical and applied study of the spirit of the Holy Prophet tell us that it is the responsibility of the Muslim Ummah to focus on their character building first and then pure their societies from sectarianism, hatred, immorality and laziness. They have to make strong and effective their religious, social and political institutes. They have to take bold steps for the welfare of Muslims and humanity too. By following all these guidelines of the Seerah of Holy Prophet, Muslim Ummah would be able to play the leading role. Now it is the main obligation of the Muslim Ummah to recall the Message of the Last Prophet of Allah and skilled practice according to his core teachings.

Key Words: Muslim Nation, Teachings, Life, Build, Responsibilites

امام سیرت محمد بن اسحاق (م ۱۵۰ / ۷۶۷) نے رسول اکرمؐ کی قبل بعثت حیات و سیرت کو حفاظت الٰہی سے محفوظ و مطہر قرار دیا ہے۔ امام فلسفہ سیرت و دین شاہ ولی اللہ دہلوی (م۱۱۷۶ / ۱۷۰۲) نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ وہ تمام رذائل سے پاک اور تمام فضائل سے آراستہ رہی تھی۔ امام اردو سیرت نگاری شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ / ۱۹۱۴) نے کنہ ذات و صفات اور حقیقت حیات و سیرت کا سراغ لگایا اور تمام فروتر چیزوں سے بھی پرے بتایا۔ تاریخ اسلامی کے تمام محدثین کرام، علماء اسلام اور محققین عظام نے حیات و سیرت قبل بعثت کے تمام اعمال و سنن کو دینی استناد عطا کیا اور ان سے احکام کا استنباط کیا۔ واقعہ یہی ہے کہ انبیائے کرام کی ولادت سے قبل ان کے حسب و نسب کی اور قبل بعثت کی سیرت ساز تربیت و تعلیم کا ایک خاص تکوینی اور ظاہری انتقام کیا جاتا ہے تاکہ ان کے اعلان نبوت اور اظہار مرتبت رسالت پر ان کی گزشتہ زندگی کی پاکیزگی اور بلند پایگی کو ان کے دعوے پر ایک شہادت واقعی بنایا جائے۔ روایتی سیرت

---

* پروفیسر، صدر، ڈائریکٹر (سابق) ادارہ علوم اسلامیہ و شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

نگاروں نے آیات الٰہی، شہادت نبوی ﷺ، بیانات کتب الٰہی اور حقائق نہادی کے مثبت و واضح بیان کی جائے مراسم شرک سے اجتناب کا منفی پیرایہ اختیار کیا۔[1]

حفاظت و عصمت الٰہی:

نبوت و رسالت کے بلند ترین منصب پر سرفرازی کے بعد انبیائے کرام اور ان کے سید و خاتم علیہم السلام عصمت الٰہی کی خاص حفاظت میں آ گئے۔ نبوی عصمت و معصومیت کا اصطلاحی اور زمانی آغاز و کارساز مرحلہ بلاشبہ نبوت و رسالت کی منصب داری کا ایک حفاظتی خود و طہارتی ہالہ تھا جو حتمی و قطعی بن گیا۔ محض اس حقیقت و واقعیت کی بنا پر اس کی واضح و بین شہادتیں آیات قرآنی و احادیث نبوی میں ملتی ہیں مگر ان کا ایک سلسلہ وار اور ترکیبی تھے: ایک باطنی و تکوینی جو تعلیم و تربیت ربانی سے آراستگی کرتے تھے، دوسرے ظاہری تعلیم و تربیت کے سماجی اور تہذیبی طریقے جو خاندان رسالت، قوم و قبیلہ نبوی اور اردگرد کے ماحول پاکیزہ کی طریقت سے حیات کو طیبہ اور سیرت کو مطہرہ بناتے۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ و مطہرہ کی تشکیل و تعمیر، نشو و نما اور اتمام میں ان دونوں ترکیبی عناصر و عوامل کی کارفرمائی نے بطور بشر آپ کو انسان کامل بنا دیا اور بحثیت نبی و رسول ﷺ آپ کو سید المرسلین و خاتم النبیین کے اس کے بے مثال و اعلیٰ مقام محمود پر فائز کر دیا جس کو شیخ سعدی نے "**بزرگ توئی بعد از خدا**" سے تعبیر کیا۔

تعمیر کردار نبوی ﷺ:

حضرت محمد بن عبد اللہ ہاشمی ﷺ کی ما قبل بعثت سیرت سازی اور کردار سازی دین حنیفی باقیات صالحات کے ماحول، فضا اور عطایا کے درمیان ہوئی۔ مختلف مدارج حیات اور متعدد مراحل ارتقاء میں ولادت اور اس کے مراسم و روایات، رضاعت کی بہترین اقدار و مبادیات اور قوم قریش کی صالح تربیت کی کندن ساز فضا کی کارفرمائی رہی۔ قبل بعثت کے دورانیہ میں قریشی اور عربی جوانان عہد میں محمد بن عبد اللہ ہاشمی ﷺ کی واحد ذات اور اکلوتی حیات تھی جو ہر داغ سے محفوظ رہی تھی۔ فضائل و مکارم اخلاق کا اتمام اور تکمیل کرنے والی شخصیت رسالت مآب ﷺ کو ایسا ہی بے مثال جوان قبیلہ (فتی قریش) بننا مقدر تھا جو فقید المثال ہو۔

حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کی پاکی وپاکیزگی اور بلند پایگی نے انسان کامل اور بشر کامل اور بشر خالص کا پیکر بنایا اور اسی اسوہ حیات محمدی کو تعمیر وتہذیب انسان کا نظام کامل بنادیا۔ فرد وافراد شخص واشخاص کی ذاتی تہذیب وتطہیر کا اولین درس نمونہ اسی اسوہ محمدی ﷺ میں ملتا ہے اور اسی کو قرآنی زبان میں تزکیہ کا کار نبوت قرار دیا گیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے ماقبل کا زمانہ ہو یا بعد نبوت ورسالت کا عہد، وہ ہر مقام ودور میں میمنت لزوم تھا اور اپنے ارد گرد کے افراد کی آدم گری وانسان سازی کا سانچہ تھا۔ دور جاہلی میں آپ کے سرمدی اور کندن ساز فضائل ومکارم سے نہ جانے کتنے طالبین شرافت وجویان کردار کو بہتر بنایا گیا کہ کردار خود استادی کرتا ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں مکی ومدنی اور ان کے الگ وجداگانہ ادوار میں حضرت رسالتمآب ﷺ کا تعمیر کردار اور تہذیب انسان اور تطہیر روح وقلب کا اصل کام رہا تھا۔[2]

تہذیب معاشرت:

افراد سے معاشرہ اور اشخاص سے سماج بنتا ہے محمدی عہد کے افراد واشخاص کی تعلیم، وتربیت اور تہذیب وتطہیر نے مکی دور کے سماج کی تعمیر کی۔ ایمان واسلام لانے والوں کا جسم وبدن، روح وقلب اندرون سے پاک وصاف ہوا تو وہ بیرون وظاہر میں اور بھی پاک اور صاف بن گئے کہ خیار کا یہی طریق تہذیب ہے۔ مومنین ومسلمین کے خیر وصدق حال کا ہی توشا خسانہ تھا کہ وہ تمام خاندانی عصبیتوں، قبائلی تعصبات اور دینی وسماجی تحفظات کے باوجود دین اسلام قبول کر بیٹھے۔ قبول اسلام کے بعد ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام آپ نے انتہائی جاں فشانی اور انفرادی واجتماعی دونوں طریق سے مکی دور ہی میں کیا اور اسلامیان مکہ وقریش کا ایک ملی ودینی انبوہ جمع ہو گیا۔ ان کا مرکز نگاہ اور مقصد حیات وکارکردگی فرمان الٰہی کے مطابق پیروی نبوی میں زندگی گزارنے کا بن گیا۔ یہ سابقین اسلام اپنی جگہ انفرادی حیثیت سے آسمان وعرش نما ارض مکہ کے بکھرے ہوئے ستارے تھے جن کو ایک اسلامی کہکشاں بنانا کار رسالت تھا۔

تعمیر معاشرہ:

وہ تعمیر وتشکیل معاشرہ اسلامی مکی کا دوسرا مرحلہ تھا جو فرد سازی اور آدم گری کی وجہ سے بہت آسان ہو گیا اور مواخات مکی اور دوسرے نظامات نبوی سے پختہ ہو گیا۔ ان تنظیم معاشرہ اور تشکیل امت کے اقدامات سے مکی سماج ومعاشرت کے بالمقابل ایک نیا نظام معاشرت وجود میں آیا جس کی بنیاد ایمان واسلام اور اتباع نبوی پر استوار تھی۔ دین اسلام کی بنیاد پر جزیرہ نمائے عرب کے مختلف علاقوں میں

اسلامی امت کے چھوٹے چھوٹے جزیرے بن گئے جن کی اطاعت قبائلی نظام سے زیادہ رسول ہاشمی سے وابستہ تھی۔[3]

اللہ رب العالمین کی معبودیت وحاکمیت اور خاتم النبیین ﷺ کی خلافت الٰہی اور دین حق کی پیروی نے ان جماعات اسلامی کو ایک نظام معاشرت و اطاعت میں ایک ایسا متحد و منظم کر دیا کہ ان کے جسم و جان اور روح و قلب ایک بن گئے اور فکر و عمل نبوی کے مطابق وہ سب ایک ہی قالب کے اعضاء اور جوارح تھے کہ ایک عضو اور جزو کی تکلیف اور پورا جسد اسلامی درد و غم کا پیکر بن جاتا۔ کیونکہ ان کے درمیان اخوت و ایمانی، مواسات باہمی اور پاسداری حق کے اٹوٹ بندھن تھے ب۔ قریشی سماج کے قبائلی تشدد اور کافرانہ تعذیب کا سلسلہ چلا تو محض اسلام و اخوت کے رشتے کی وجہ سے صاحبان مال و مقام نے اپنے بے کس و حفاظت کی اور ان کے مظالم سے اپنے کمزوروں کو نجات دلائی۔ آقائے امت اسلامی نے نبوی اور اسلامی اقدامات کے ساتھ عرب کے سماجی تحفظ / جوار سے فائدہ اٹھایا اور بہت سے اسلامیان مکہ و عرب کو قریشی اکابر ملت کافرہ سے جان و مال و آبرو کا تحفظ دلایا اور اسی کے سبب آن پر جان دینے والے مشائخ نے از خود اہل اسلام کی حفاظت کی اور ان کو دین اختیار کرنے اور اپنے عقیدہ پر عمل کرنے کی آزادی دلائی۔ رسول اکرم ﷺ نے دین حنفی اور عرب قومیت کی پاکیزہ روایات سے پورا استفادہ کیا۔[4]

اس تمام جہد مسلسل اور سعی مشکور کے باوجود اپنی اور صاحبان عظمت و مرتبت کی خاندانی حمایت میں محفوظیت کے باوجود ناپرسان حال کی تعذیب و تکلیف پر رحمت عالم اور آقائے امت نے ان کو حبشہ حکمران کی سرزمین عدل و انصاف کی طرف ہجرت کا اذن دیا اور مہاجرین حبشہ کی حفاظت کے انتظامات کیے۔ ہجرت حبشہ صرف ظلم و ستم سے بچاؤ کی ایک دفاعی اور ترک وطن اور ہجرت کی حکیمانہ سبیل ہی نہ تھی بلکہ عدل و انصاف سماجی نظام کی تعمیر کی ایک کوشش بھی تھی۔[5]

مکی دور ابتلاو آزمائش میں تحفظ و حفاظت کی تمام تر کوششوں کے ساتھ رسول اکرم ﷺ نے مدافعت شخصی اور دفاع ملی کے اقدامات کیے۔ قریش مکہ کے دو جوانان / فیتان وقت حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی اور عمر بن خطاب عدویؓ کی امت اسلامی میں شمولیت جماعتی مدافعت کی ایک کڑی تھی۔ قریشی سادات و اکابر سے باقاعدہ مزاحمت و مقاومت کر کے مکی امت اسلامی اور ان کے آقائے نامدار نے اپنے

دین ورسوم پر عمل کرنے کی آزادی حاصل کی۔ حضرت عمرؓ کی جلالت وشہامت نے متشددوں اور ظالموں کے دست ستمگر کو شکست کر دیا اور مسلم کمزوروں کی مدافعت وحفاظت کا خاطر خواہ انتظام کیا۔

اصل کار دعوت اور تعمیر امت کا دہرا کام پورے مکی دور میں اس طرح جاری رہا کہ مسلم عددی قوت جتنی بڑھتی گئی اتنی ہی اجتماعیت کی قوت آتی گئی مکی دور میں نبوی کے اواخر میں یثرب کے دو باہم متحارب و دشمن قبیلوں اوس وخزرج کی قلب ماہیت اور تعمیر مزاج کی صورت دین کی دعوت ومواخات نے نکالی۔ دونوں یثربی قبیلوں کی قومی وعلاقائی عرب اتحاد وتعاون کی معجزانہ نوعیت صرف رسول اکرم ﷺ کی تعمیر معاشرہ اور تہذیب نفس کی حکمت میں کار فرما تھی۔ اور صرف تیرہ برسوں کے قلیل عرصہ میں دینی اخوت ملی اتحاد اور حق مواسات کی طاقت نے مکہ ومدینہ کے علاوہ بیرون ملک حبشہ میں آباد امت اسلامی کو ایک لڑی میں پرو دیا تھا۔[6]

ہجرت مدینہ :

تاریخ انبیاء میں ایک مستقل سنت تھی اور اسلامی محمدی انقلاب کا ایک عہد ساز مرحلہ کہ قبائل عرب کو شیر وشکر کر گیا۔ فرمان الٰہی کے مطابق اکابر وحکام مکہ وقریش عالم گو مگو میں الجھے تھے اور فیصلہ کرنے سے قاصر کہ آپ کو مکہ میں رہنے دیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں۔ تینوں صورتوں میں سے ہر ایک ان کے لیے ایک نئی مشکل اور صبر آزما بلکہ ہمت شکن صورت تھی اور جلاوطنی / اخراج میں تو ان کے اپنے عدم ثبات کا خطرہ واقعی تھا۔ ان کے خدشات وخطرات کو آپ کے کار دعوت اور اتحاد نے ایک عظیم الشان وغیر متوقع چیلنج بنا دیا کہ ایک طاقتور نظام ان کے سامنے آ رہا تھا۔ آپ کے تمام اقدامات تعمیر وتشکیل میں وہ مواخات مدنی اور دستور مدینہ اور ابتدائی مہمات برائے مفاہمت ودفاع باہمی سے طاقت اسلامی کو مجسم ہوتے دیکھ رہے تھے۔

تنظیمی اقدامات:

قرب وجوار مدینہ کے قبائل بدوی سے دفاع باہمی، دوستی وحلف، ناجنگ کے معاہدوں سے وہ قریشی طاقت وحکومت کے لیے خطرہ بنتے دیکھ رہے تھے۔ باقاعدہ جنگ وقتال سے وہ اس لیے گریزاں تھے کہ یثرب کی جغرافیائی پوزیشن ان کی تجارت شامی اور اس پر منحصر اقتصادی خوشحالی کو تہس نہس کر سکتی تھی[7]

غزوہ وجنگ بدر کو ٹالنے کی غرض سے ان کے دیدہ ور تجربہ کار سالار و قائد اور ہوشیار و سمجھ دار تاجران قوم اور صلح جویان امن و امان نے ہر کوشش کی مگر عاقبت نا اندیش اور طاقت و دولت کے گھمنڈ میں مدہوش متشدد اکابر قریش نے موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اسلامی قوت کو مستحکم ہونے سے قبل نابود کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کی توقعات و توہمات کے برعکس میدان بدر میں ان کی اپنی فوجی طاقت چور چور ہو گئی اور مسلم امت اور اسلامی ریاست کی طاقت نے رعب داب قائم کر لیا۔[8]

تعمیر ریاست اسلامی:

بدر کی شکست اور بعد کے غزوات نے جنگ کی فضا ایسی پیدا کی کہ ان کی شامی تجارت اور اقتصادی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور مسلم طاقت بڑھتی گئی۔ غزوہ احزاب میں سالاران قریش و حکام عرب نے ایک متحدہ لشکر جرار کے ذریعہ اسلامی ریاست و امت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی مگر حکمت عملی اور تدبیر ربانی اور اسلامی سے وہ ہار گئے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جارحیت و غزو کرنے کے بجائے اب اپنے دفاع و بچاؤ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ صلح حدیبیہ کی شرائط امن و امان نے قریشی طاقت و حکومت کو اسلامی طاقت و ریاست کو مساویانہ سطح پر اپنا مد مقابل مان لینے پر مجبور کر دیا۔

اور اس کی بعض شرطوں کی خلاف ورزی نے ان کے ہاتھ سے دفاع کا آخری ہتھیار بھی چھین لیا بالآخر مکہ مدینہ کے آگے اور قریش اسلام کے سامنے سرنگوں ہو گئے۔ غزوات و سرایائے نبوی کا سب سے عظیم و موثر اور حکیمانہ اور دورس نتیجہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے بجائے ان کو اپنا ہمنوا اور معاون بنا لیا۔ سید المرسلین شاہ و ملک ہی نہیں سلطان نبوت اور مالک رحمت تھے اور اسی حکیمانہ و مصلحانہ طبیعت و مزاج نے دشمنوں کو معاف کر دیا۔ فتح مکہ نے قبائل عرب اور تمام باشندگان جزیرہ کو بتا دیا کہ صرف اسلام کے سامنے سر جھکا دینے کا چارہ بچا ہے خواہ ایمان کے ذریعہ ہو یا جزیہ و مالگزاری کے ذریعہ۔[9]

معاشرتی اجتماعیت کی طاقت:

بقول ایک مورخ کبیر حضرت محمد ﷺ تن تنہا پوری دنیا کے خلاف کھڑے ہوئے اور دھارے کے خلاف عزم و ثبات کے ساتھ پیرتے رہے اور بالآخر اپنے ایمان و ایقان اور جہد مسلسل سے کامیاب ہو گئے۔ آپ کے ایقان فتح و کامرانی کا اثبات اولین وحی قرآنی کا واقعہ سن کر حضرت ورقہ بن نوفل اسدی

نے کیا تھا اور مکی آیات مبارکہ مسلسل آپ کے اور آپ کے کار نبوت کے کامرانی سے ہمکنار ہونے کے شواہد بھی تھے کہ حضرت محمد ﷺ نے ایک اجڈ، خونخوار، جنگ جو اور گنوار قوم کو مہذب و متمدن بنا دیا۔

اس تہذیب و تمدن گری میں آپ کی ذات والاصفات کی حکیمانہ اور مدبرانہ لیاقتوں نے ہر طرح کے سماجی، سیاسی، تمدنی، تہذیبی اور علمی ادارے قائم کیے۔ ان اداروں اور تنظیموں کی تشکیل و تعمیر اور ترقی و معراج کا ایک تدریجی سلسلہ تھا جو ایک دوسرے سے مربوط اور ہمہ گیر تھا اور ایک خاص عمود کت گرد گھومتا تھا اور وہ در مقصود اسلامی اجتماعیت تھی۔ دعوت دین، علوم و فنون، معاشرت و تمدن، غزوہ اور جنگ و جدال، سیاست و اقتصاد وغیرہ سب کا مطلوب صرف وہی تھا۔ اس دینی و ملی اجتماعیت کا ظاہر و دنیاوی انعام قوت و شوکت کی صورت میں نکلا اور اس نے عالم انسانیت کو امن و امان کا ہمہ گیر کا نظام دیا، اس کو انسانی فکر کی کجروی اور بشری عمل کی عدل سوز گمراہی کی پیدا کردہ تمام کوتاہیوں، انحرافات و تجاوزات سے بچا کر فلاح و بہبود کا انتظام کیا۔ اللہ رب العالمین کی حاکمیت مطلقہ اور رسول رب العالین کی اتباع کلی ان تمام انتظامات و اقدامات نبوی اور ان کے نتیجہ میں ان تمام اداروں کا محور تھا۔ [10]

سماجی، تہذیبی، علمی، سیاسی اور تمام دوسرے اسلامی اداروں کی تشکیل و تعمیر کا کام رسالت نبوی کے روز اول سے شروع ہوا۔ اواخر تک اسلامی امت واحدہ بن گئی اور مکی دور میں جو سیاسی و اقتصادی اور تمدنی قوت اس ملت اور آقائے ملت کو حاصل تھی وہ مدنی دور میں ایک شہری ریاست سے ترقی کرکے ملک گیر بن گئی۔ اس نبوی عالمی ریاست اسلامی کا اقتدار و اختیار سب کو تسلیم تھا کہ وہ اپنی اجتماعیت کی قوت کی وجہ سے پورے عرب کی سب سے متحدہ طاقت تھی۔ افرادی قوت کا ارتقاء قبول و اشاعت اسلام کا عظیم ثمرہ تھا۔ اور ان افراد اور پراگندہ انسانوں کو ایک دینی و ملی اجتماعیت کے ذریعے امت اسلامی بنایا گیا۔ سیاسی اداروں کے ارتقاء میں غزوات اور جہادی مساعی صرف ایک ذریعے تھے قوت اجتماعیت کے حصول کے اور فوجی قوت اس کا ایک اہم حصہ بنی تھی۔ فرمان الٰہی کی تعمیل میں رسول اکرم ﷺ نے جنگجوؤں / مجاہدوں کی عددی قوت اور اسلحہ اور اسپ جنگی کی طاقت کو اتنی ترقی دی کہ عرب میں کوئی اور اس کا مد مقابل نہ رہا اور اس عہد کی عظیم ترین اور سپر پاور اس سے خوفزدہ تھی اور اس کا دور بیں حکمراں اور عالم و فاضل بادشاہ اسلامی غلبہ عالم کا سب سے زیادہ ایقان کرنے والا تھا۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ[11]

"تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو "

قوت کی اصل بنیاد:

معاشرتی قوت اور سماجی اجتماعیت تمام سیاسی، فوجی، اقتصادی، تمدنی، علمی، فنی اور ہر طرح کی قوت کا واحد سرچشمہ رہاہے۔ اس کو حاصل کرنے اور قائم رکھنے اور صحیح راہ پر گامزن کرنے کے بعد ہی ہمہ جہت وہمہ گیر اجتماعیت ملتی ہے ۔ آقائے ملت اسلامی میں رسالت مآب کے کارفرما عناصر کے ساتھ فطری دور اندیشی اور جوہری فراست کا ملکہ تمام قائدین عالم سے زیادہ اور برتر تھا۔ اسے آپ کی فطری للنیت و نرم روی اور شخصی وجاہت وعدل گستری سے تعبیر کی گیاہے۔ وہ فطرت انسانی کی گوناگوں بوالعجبیوں کی صحیح تفہیم دیتی ہے۔ مردم شناسی، لیاقت افزائی، صلاحیت پروری، کارلائقہ سے ثمر آوری اور اسی طرح کے بہت سے مثبت عناصر فطرت کا استعمال بھی خاصا مشکل کام ہے مگر اس سے زیادہ فطرت انسانی جبلت بشری کی منفی تحریکات وتاثیرات سے کامیابی سے عہدہ برآں ہونا مشکل تر اور صبر آزما کام ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا اس معاملہ میں کارنامہ عہد سازہی نہیں تمام عالم قیادت و دنیائے سیاست وسماج کے لیے رہتی دنیا تک اسوہ واحد موجود ہے ۔ اختلافات فکر وعمل کا بنیادی و فطری حق دینا، اختلافات کو برداشت کرنا، اور اس کو دور کرنا اور اس کی صحت کی تسلیم کے باوجود بہتر موقف اختیار کرنا اور دین وملت کے مفاد میں اس سے اختلاف کرنے والوں کو ہم آہنگ کرنا اور اپنی صفوں کے درمیان چھپے دشمنوں اور مار آستین سے ملاطفت آمیز سلوک کرنا ان سب کاموں کو صرف ملی اجتماعیت قائم رکھنے کا مسلسل وجاں کاہ عمل تازندگی جاری رکھنا عظیم ترین آقائے امت اسلامی کا ہی کام تھا۔ اپنے مخلص صحابہ وصحابیات سے اختلاف فکر و نظر، اپنی جان وروح سے زیادہ محبوب اہل بیت و ازواج مطہرات اور اپنے محبوب و معتمد قائدین اور سالاروں اور حکومتی وریاستی اداروں کے افسروں اور کارکنوں سے اختلاف ونزاع کو بحسن خوبی سلجھانا خاصا وقت وصبر آزما عمل تھا۔ اور ان سب سے زیادہ مشکل اور جاں گسل منافقین کے ساتھ حسن سلوک اور مہر ومحبت کا برتاؤ ملت اسلامی کی اجتماعیت قائم کرنے کا باعث بنا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ سے آپ کا فرمانا کہ لوگ کہیں گے "کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرواتے ہیں" صرف ان کے ظاہری اسلام کو تسلیم کرنے کے واقعہ کا ایک شاہد عدل ہے۔[12]

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور تمام صحابہ اکرام کی متفقہ شہادت ہے کہ آپ ﷺ نے ذاتی انتقام کبھی کسی سے نہیں لیا اور ان کو اپنے دامن عفو میں پناہ دی جن کا جرم خانہ خراب تھا۔ چند جنگی مجرموں اور قتل و فساد فی الارض کے باغیوں کو ضرور سزائے موت دی کہ یہ فرمان الٰہی تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ کے کریم ابن کریم ہونے کا اعتراف تو دشمنان اسلام نے بھی کیا تھا جنھوں نے آپ کے قتل کی سازشیں کیں اور جنگی اقدامات اور قاتلانہ واردات کے ذریعہ آپ کی جان لینے کی کوشش کیں۔ غزوات و سرایا اور تمام جنگی مہمات میں ایک تحقیق چشم کشا کے مطابق دو سو سے کچھ زیادہ نفوس موت کے گھاٹ اترے ورنہ جان بخشی اور عفو و درگزر اور مرحمت و مدارات کا بیکراں جذبہ نہ ہوتا تو ہزارہا قاتلین اور جنگجوؤں کو تلوار کے گھاٹ اتارا جاتا۔ آپ نبی الملحمہ ضرور تھے مگر اس سے زیادہ نبی المرحمہ تھے۔

فلاح عالم و انسانیت:

بیکراں رحمتہ للعالمینی اور بے مثال اور اعلیٰ ترین عفو و درگزر کے ساتھ تمام عالم انسانیت کی فلاح و بہبود اور سعادت دارین کے خواہاں ہی نہیں، امت اسلامی اور ریاست نبوی کی حکمت عملی قرار دیا تھا۔ صحابہ اکرامؓ کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی عفو و درگزر اور انسانی جذبے سے بھر دیا تھا۔ اس کے دو پہلو یا جہات تھے: ایک امت اسلامی کے مختلف امصار و دیار میں آباد جماعات اور غیر مسلم علاقوں میں پناہ گزین مہاجرین و مسلمین کی فکر و صلاح و فلاح اور دوسری جہت تمام عالم بالخصوص غیر مسلموں کی خیر خواہی اور نجات و سعادت کی مساعی۔ ان ہی دونوں جہات سے مل کر رحمتہ للعالمین کی صفت خاص کا اظہار ہوا۔

مکی عہد میں قریش مکہ کے درمیان مختلف خاندانوں میں منتشر و پراگندہ سابقین اولین کی حفاظت و فلاح و بہبود کے بہت خاص انتظامات فرمائے۔ مکہ مکرمہ / مرکز اسلام و نبوت کے باہر مختلف بدوی قبائل اور متمدن علاقوں کے اسلامیان مغرب و مشرق اور شمال و جنوب کی خیر و عافیت کی ٹھوس تدابیر کیں۔ ہجرت حبشہ کے بعد مکہ مکرمہ سے اور بعد میں دار الھجرہ سے مہاجرین و مسلمین حبشہ سے مسلسل ارتباط رکھا اور شاہ حبشہ سے ان کے تحفظ و ترقی کے اقدامات کروائے ہجرت مدینہ کے بعد مکہ مکرمہ میں اقامت گزین مسلم طبقات اور خاص افراد کی حفاظت و صیانت۔ تحفظ و جوار اور ہر طرح کی دستگیری کے عظیم کارنامے انجام دیئے اور دوسرے دیار عرب کے مسلمانوں سے مسلسل ربط و تعلق رکھا بلکہ بحثیت سربراہ ریاست اور رسول رحمت غیر مسلم طبقات اور ملوک سے ان کے تحفظ کی فکر کی۔ ان علاقوں میں تمام

غزوات و سرایا دراصل مہمات تبلیغ اور خدمات تحفظ اور مساعی فلاح تھیں تاکہ ان پر کسی کی آنچ نہ آسکے اور ان کا سہارا بنے۔

غیر مسلم معاشروں اور ملکوں کی سعادت دارین کی نبوی کوششوں کا عام روایتی سراغ صلح حدیبیہ اور سلاطین ممالک کے نام دعوت ناموں اور فرامین سے لگایا جاتا ہے حالانکہ وہ مکی دور سے مسلسل جاری تھا اور اس کی اہم ترین شہادت حبشہ سے روابط نبوی اور شاہ حبشہ کے نام مراسلات و فرامین ہیں۔ شاہان ایران و روم، ملوک غسان / شام و عراق، سلاطین مصر و اسکندریہ اور دوسرے نمبر کے ممالک کے حکمرانوں کے نام دعوت و تبلیغ کے فرامین کے ساتھ جزیرہ نما عرب میں منتشر شاہیوں، حکومتوں اور سلطنتوں کے عوام و خواص اور ان کے حکمرانوں کے نام دعوت و تبلیغ کے فرامین اور مراسلات تبلیغ و تحفظ بھی اس کی ایک کڑی ہیں۔ مصادر اصلی کے مطابق اور گواہان عینی کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے مقام میں "ہر واردو صادر" اور باہر کے ہر معلوم و معروف طبقہ انسانی کی فکر فرماتے۔ دینی دعوت اور خیر سگالی کے اقدامات اور سفارت کاری کے معجزات کا نتیجہ بالعموم دوسری طرف سے بھی مثبت رہا اور بعض نے انعام واکرام کا معاملہ کیا۔[13]

فلاحی خدمات:

مشکل حالات اور قدرتی آفات میں نبی رحمت ﷺ کا معاملہ کرم و رحم بے مثال تھا۔ مکی و مدنی ادوار میں کفار و دشمنان مکہ کی قحط و خشک سالی میں سامان رسد سے مدد کی۔ یمامہ کے مسلم سردار کے ساتھ زیادتی بد باطن روسائے قریش کی وجہ سے گیہوں کی فراہمی مکہ کے لیے رک گئی تھی تو آپ ﷺ نے حکم دے کر وہ رسد بحالی کروائی، یہود مدینہ و خیبر اور دوسرے علاقوں کے خلاف غزوات و سرایا کے دوران اور ان کے بعد ان کے جان و مال کی حفاظت کا بندوبست کیا اور ان کے اموال لوٹا دیے اور عام غزوات میں مغلوبوں و مفتوحوں اور اسیروں اور دشمنوں کے ساتھ جو حسن کرم فرمایا اس نے ان کے دل جیت لیے اور ان کی فلاح و بہبود کا کام باحسن وجوہ کیا۔

امت مسلمہ کی ذمہ داریاں:

سیرت کے ان گنت جہات و معاملات میں سے صرف چند اہم ترین کا حوالہ و اشارہ اوپر دیا جا سکتا ہے اور وہ بھی ناقص ہے۔ ان کے حوالے سے امت مسلمہ کی ذمے داریاں بھی ان گنت ہیں لیکن ان کو چند اہم ترین اور لازمی و ناگزیر عناوین و غزوات کے تحت مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

ا۔ **تہذیب نفس:** امت مسلمہ کے ہر ایک جزو لازم کے لیے یہ ناگزیر امر ہے کہ وہ اپنے افراد و طبقات کی تہذیب نفس کرے اور ان کو مسلم و مومن خالص بنائے۔ صرف دعوت و تبلیغ یا دینی احکام کی تعلیم سے یہ کام پورا نہیں ہو سکتا۔ وہ ہمہ گیر تعلیم و تربیت کا ایک جامع منصوبہ اور اس پر خالص عمل کا متقاضی ہے۔ اسلام کے تین شعبہ جات۔ عقائد، ارکان و فرائض اور معاملات میں زندگی اور فکر و عمل کے تمام میدان آتے ہیں۔ ان میں اخلاص و تصحیح اور عمل آوری کا اہتمام لازمی ہے علم و فن ایک قوت ہے اور ہر دور میں قوت لازمی رہی ہے۔ ان میں دینی و دنیاوی اور سائنسی ٹیکنالوجی سب شامل ہیں۔ امت مسلمہ ہر میدان میں بھی تحقیق و تدوین، تالیف و تصنیف اور تعلیم و تدریس کے سلسلہ میں بھی غیروں سے مار کھاتے ہیں۔ فضائل اخلاق سے آراستگی اور رذائل اخلاق سے حفاظت کا ذکر، ہماری تمام مسلم ملتیں، مملکتیں، اور اقلیتیں سب کی سب رذائل کے پیکر ہیں۔ غیر متمدن، غیر مہذب، گنوار اور وحشی طبع اور خالص "ہوش" افراد و اشخاص کا مجمع ہے جسے حدیث نبوی میں بھیڑ کا نام دیا گیا ہے اور جس کی ہوا اکھڑ جاتی ہے کہ صحیح جادہ پر نہیں ہے۔

۲۔ **تعمیر معاشرہ** کا دوسرا مرحلہ اور نتیجہ لازمی تہذیب نفس سے آتا ہے۔ مسلم معاشروں۔ افراد و طبقات۔ عام، مسلمان اور علماء۔ دونوں کی رنگارنگ عصبیتوں، وحشتوں اور افراتفری نے مسلکی، فقہی، علمی، دینی اور دنیاوی غرضیکہ ہر طرح کی بیماریاں اور وحشتیں پیدا کر دی ہیں جو معاشرت کی یک جہتی کی قاتل ہیں۔ فقہی مسالک اور علمی و تحقیقی مذاہب کا صحیح مطالعہ و تفہیم ہو تو حق و باطل کی رزمگاہ سجے، نہ ان کے نام پر اپنوں کا خون بہے، نہ عزت و آبرو نیلام ہو اور نہ معاشرہ برباد ہو۔ علماء اکرام اور دوسرے دینی زعماء کے ساتھ حکمرانوں اور حکام طبقہ امراء کی مفاد پرستی اور انانیت اور فسادی ذہنیت و طریقت برابر کی سزاوار جرم ہے۔ سیرت نبوی سے بطور خاص ان دونوں بنیادی عناصر تشکیل و تہذیب نفس اور تعمیر معاشرہ و سماج کا سبق لیا جا سکتا ہے کہ آپ نے نہ صرف اختلاف فکر و عمل برداشت کیا بلکہ

اس کا حق سب کو دیا۔ دلی اتفاق اور ملی اتحاد مشاورت ورائے عامہ کو ہموار کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے مخالفین و منافقین تک کو معاف کر دیا اور ہم اپنے لوگوں کا گلہ کاٹ رہے ہیں اور معمولی اختلاف فکر و عمل اور تنوع دین وشریعت کو صرف اس لیے باطل قرار دیتے ہیں کہ وہ ہمارے فکر و عمل اور مسلک و مذہب کے خلاف نظر آتا ہے۔ موجودہ تمام امت مسلمہ کی بنیادی خرابی تہذیب نفس اور تعمیر معاشرہ سے دیدہ و دانستہ لاپرواہی بلکہ جان بوجھ کر اس کی بربادی ہے۔ افراد و عوام اور ان سے زیادہ علماء وزعماء، مفکرین و اساتذہ اور تمام فکر و عمل کے شہسواروں کا لازمی فریضہ ہے کہ وہ خالص تہذیب نفس و تعمیر معاشرہ کا لازمی کام کریں۔

۳۔ **سماجی اداروں کا قیام:** تطہیر و ترقی مذکورہ بالا دونوں لازم و ملزوم فرائض تہذیب و تعمیر کے ثمرہ میں ازخود ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ بعد میں ان کی طرف خاص توجہ دے کر ان کی تعمیر و ترقی کی مساعی کرنی لازمی ہے۔ خاندان، محلہ، شہر اور ان کے چھوٹے بڑے مجموعوں میں صوبوں، علاقوں اور امصار و دیار اور ان سب پر مبنی مملکت و ملک کی صحت و سالمیت اور ترقی و عروج صرف سماجی اداروں کی حفاظت و صحت اور ترقی سے ہی ممکن ہے اور ہم ہیں کہ اپنی بے فکری و لاپرواہی، غیروں کی تاثیر پذیری، جہالت و بدباطنی اور حماقت مآبی سے اپنے سماجی اداروں کو ایک کے بعد ایک تہس نہس کرتے جا رہے ہیں۔

۴۔ **سیاسی اداروں کی تعمیر و ترقی:** اگرچہ اول الذکر کی ترقی و تعمیر سے وابستہ ہے مگر وہ اپنا الگ وجود اور تشخیص اور دائرہ کار رکھتے ہیں۔ سیاسی نظام اور حکومتی اداروں میں سیاسی پارٹیاں اور تنظیمیں اور نظام حکومت و ریاست میں مقننہ، منتظمہ، عدلیہ اور فوج اور ان کے ماتحت ادارے خاص ہیں۔ مسلم مما لک میں ان سے کسی کی چول ٹھیک نہیں ہے خواہ طرز حکومت کوئی ہو۔ قابل ملامت وافسوس یہ المیہ ہے کہ اولین مخلصین اور قائدین نے محنت شاقہ اور اخلاص کامل سے دستور سازی کی اور یہ سارے ادارے بنائے۔ ان کو ہم اور ہمارے قائدین اور نوکر شاہ و حکام خود برباد و بے عمل بنا رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں خود یہ ادارے اور ان کے عمال و حکام اپنے شہریوں، عام انسانوں کے قاتل بن گئے ہیں اور ان سے زیادہ پورے نظام سیاست و حکومت کی تباہی کے درپے ہیں۔

۵۔ **فلاح مسلمین اور خیر کل:** بہبود انسانیت کے اب صرف نعرے اور آباء و اجداد اور ان کے آقائے ولی نعمت کی مدح خوانی تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ جو جس جگہ ادارہ، شعبہ، یونیورسٹی، مدرسہ،

حکومت، عدلیہ اور فوج وغیرہ میں کسی کرسی اور مسند اقتدار پر فائز ہے وہ ظلم وجبر اور استحصال روا رکھتا ہے ۔ غیر حقدار کی حمایت، صاحب لیاقت افراد وطبقات کی مخالفت اور مفاد پرستی، مسلکی وفکری بے راہ روی جیسے مکارہ نے ان کو کھوکھلا کر دیا ہے، دوسرے مسلم ملکوں میں قتل عام، خون ریزی، اور انسان کشی کا احساس نہیں اور غیر مسلم ممالک کے مسلمانوں کی بربادی وہلاکت کی فکر حکمرانوں کو نہیں ستاتی ۔ عام انسانوں، غیر مسلموں کی فلاح وبہبود اور خیر کل کا جذبہ صرف زبان کے دعوؤں اور نعروں تک ہی ہے، عمل وفکر دونوں کی شدید قلت ہے ۔

شہادت حق اور تمام عالمیان کرہ ارض کی فلاح وبہبود کا فرض اسلامی بہت محدود بلکہ معذور ہو گیا ہے ۔ حق وصداقت کے لیے اقدام وعمل اسلام اور مومن ومسلم کی بنیادی شناخت ہے جو سیرت نبوی وسیرت صحابہ سے ثابت ہوتی ہے ۔ موجودہ المیہ کا اصل نکتہ حق وصداقت کے بجائے باطل وفساد کی حمایت میں ہے اور اس سے سکوت مجرمانہ بھی ملوث ہے ۔ شاعر اسلام نے جس سبق کو پھر پڑھنے کا اور اس کو بروئے کار لانے کا نسخہ امامت تجویز کیا تھا وہ ہم سب نے بھلا دیا ہے اور اسی وجہ سے ہم ذلیل وخوار ہو رہے اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ[14]

"تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہو جائیں"

دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ[15]

اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ

آبرو باقی تری ملت جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی، دنیا میں تو رسوا ہوا
فرد قائم ربط ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، اور بیرون دریا کچھ نہیں

حوالہ جات

[1] Ibn-E-Ishaq / Ibn-E-Hasham , Hamdi Taba-At, Maktaba Almorad Qahira ,2006,1/135 ,Ma Baad; Shah Walii Allah , Hijatuallah Baligah, Maktaba Salfiya Lahore,Ghair Morkha,2/204 ;Shibli , Seeratulnabi, Azam Garh 1983,1/191,200 Behas O Nazar Ke Liye Maqalat Khakasar : Bassat-E-Nabwi Se Qabal Asmat Nabwi ؛ Jihat Al - Islam Lahore , January . June 2008; Qabal Bassat Aamaal O Sunan Nabwi Ki Dainee Hasiat, Muarif Azam Garh, June2009 Waghera, Riwayati Seerat Nigaron Ke Fikar O Khayaal Ke Liye Kandhalvi Seeratul Mustafa Waghera Ke Abwab Hayaat Qabal Bassat O Nabuwat

[2] Ibn-E-Ishaq Waghera Masadr Ke Ilawa Khaakhsaar Ki Kitaab" Tareekh Tehzeeb-E-Islami" Qaazi Publishrz Nai Dehli 1994 Ka Baab Aur Hanfiyat Par Mqalat Muarif Azam Garh October. November 2003.

[3] Tareekh Tahazeeb-E-Islami Jild Awwal Ke Baab Taleem O Tarbiyat Aur Taamer Muashra Ke Ilawa Mulahza Ho : Kitaab Khaakhsaar" Mukki Mawakhaat" Muarif Azam Garh, December January 1997/1998,Makki Uswah Nabwi, Islamic Foundation Nai Dehli 2005 Aur Dosray Mtalaat)

[4] Behas Ke Liye Maqalat O Mubahas Khaakhsaar :" Ehad-E-Nabwi Mein Samaji Tahaffuz Ka Nizaam" Tehqiqaat Islami Ali Garh, October December 2002,Ibn-E-Ishaq , Ibn-E-Hisham Mein Mustadafeen Ki Himayat Siddiqui Waghera

[5] Ibn-E-Ishaq , Mukki Uswah Nabwi, Behas Hijrat Habsha 1/2041

[6] Ibn-E-Ishaq / Ibn-E-Hisham Waghera Masadrey Seerat Mein Khazraj O Oas Se Maahdat-E-Nabwi Aur Baet Ukba Aula O Saniyah Ke Abwab , Maqalah Khaakhsaar : Muki Ehad Mein Muslim Abadi, Tehqiqaat Islami, Ali Garh, September . April 1987

[7] Ibn-E-Ishaq / Ibn-E-Hisham , Behas Madni Mawakhat Aur Shibli Waghirah Mein Mawakhat Par Behas, Khaas Nuqta Nazar Ittehaad Ke Liye Kitaab Khaakhsaar," Tahazeeb Islami Aur Ehad-E-Nabwi Mein Tanzeem" Neez Ehad Nabwi Mein Ibtidayi Muhimem, Nuqoosh Rasool Number Lahore Number 11, January1985

[8] Masadr-E- Seerat Khaas Kar Ibn-E-Ishaq / Ibn-E-Hisham Meem O Waqadi, Kitaab Ul Magazi Martaba Marsedan Jonas Ke Abwab Ghazwah Badar Aur Shibli Ki Seeratul Nabwi Mein Ghazwah Badar Par Un Ka Khaas Muaqqaf

[9] Ghazwaat O Saraya Par Shibli Nomani, Seerat Ul Nabi Jild Awwal Ke Mubahis Ke Elawa Tareekh-E-Tahazeeb-E-Islami Aur Ehady Nabvi Mein Tanzeem Riyasat O Hukoomat Ke Baab Awwal Ki Tajziyati Behas

[10] .Mazkoorah Kutub O Maqalat Ke Ilawa Khaas Is Mauzo Par Maqalah Khaakhsaar Qowat-E-Ijtimaiyat Par Seminar Aloom Al Quran Ali Garh 2017

[11] Al-Infaal 8:20

[12] Behas O Tehqeeq Ke Liye Kitaab Khaakhsaar" Ehad-E-Nabwi Ke Ikhtilafat" Qaazi Publishrz Nai Dehli ,2003 Bahawala Ibn-E-Ishaq / Ibn-E-Hisham O Deegar Masadr Seerat O Hadees

[13] Shibli , Seerat Ul Nabvi Behas Salateen-E- Aalam Ko Dawat ;Ibn-E-Ishaq / Ibn-E-Hisham Aur Dosray Masadr

[14] Al-Baqara 2: 143

[15] Al-Maida,6:8